ینحر ابلاً ببوانة فاتی النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فقال : انی نذرت ان انحر ابلاً ببوانة فقال النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم هل کان فیها وثن من اوثان الجاهلیة یعبد؟ قالوا لا، قال: هل کان فیها عید من اعیادهم؟ قالوا لا، قال النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اوف بنذرك (ابوداؤد کتاب الایمان والنذور، باب مایومربه من وفاء النذر جزء۲ص ۱۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ایک شخص نے بوانہ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں نے بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ کیا میں اسے پورا کر سکتا ہوں ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی ؟ صحابہ نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کیا وہاں کافروں کی عیدوں میں سے کوئی عید ہوتی تھی ؟لوگوں نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا : اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام پر نذر ماننا، شرک وبدعت کے مراکز پر ذبح کرنا، ایسی جگہوں پر ذبح کرنا جہاں پہلے کبھی کسی غیر اللہ کا آستانہ تھا یا ایسے مقام پر ذبح کرنا جہاں کفار کی عید ہوتی تھی منع ہے اور ایسے تمام ذبیحے یا نذر کی ہوئی چیزیں حرام ہیں۔

حرام چیزوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جو فاقہ سے پریشان ہو ایک رعایت دی ہے۔ فرمایا :﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه﴾ یعنی جو شخص مجبور ہو جائے تو وہ اگر ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا بشرطیکہ نہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغاوت کی نیت ہو اور نہ حد سے تجاوز کرے۔ یعنی حرام چیزوں میں سے انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور لذت اندوزی وبسیار خوری سے بچے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھے کہ اس نے مجبوری کے عالم میں حرام چیز کھانے کی اجازت دی اور اللہ کی دی ہوئی اجازت کے تحت کھائے، ورنہ گناہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حلال وحرام کی تمیز کرتے ہوئے حلال کھانے اور ہر قسم کی حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

نشریاتی پروپیگنڈہ اور اسلامی صحافت

خلیل عبدالرحیم

اس پر فتن دور میں آئے دن کوئی نہ کوئی حادثہ، سانحہ یا واقعہ رونما ہوتا ہے۔ کبھی قتل کی صورت میں، کبھی ایکسڈنٹ کی شکل میں، کبھی اغوا کی شکل میں، الغرض روزانہ انسانی ذہن کو چکرا دینے والی کوئی نہ کوئی داستان پیش آتی ہے۔ وقوع پذیر ہونے والے واقعات و حوادثات کی اطلاع ہر ایک تک پہنچانے کے لئے وسائل کو ذرائع ابلاغ کہتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کے دو بنیادی حصے ہیں۔ (۱) نشریات (۲) صحافت۔ مغربی صحافت اور نشریات کے ذریعے اعصابی جنگ یا نظریاتی جنگ Theory War لڑی جاتی ہے۔ اس کو اصطلاح میں پراپیگنڈا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نشریات میں ریڈیو اور ٹی وی قابل ذکر ہیں۔ ریڈیو 1920ء میں برطانیہ نے ایجاد کیا جبکہ ٹی وی 1928ء میں امریکہ کا ایجاد کردہ آلہ ہے جو اپنی ایجاد سے آج تک اکثر تخریبی مقاصد میں استعمال ہو رہی ہے۔ ان دونوں کے ذریعے خبریں بھی نشر کئے جاتے ہیں اور ان کے ذریعے نظریاتی جنگ بھی لڑی جاتی ہے۔

ٹی وی کے مفاسد کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ 1947ء میں جب پاکستان کو سیاسی آزادی ملی اور کشمیر متنازعہ علاقہ قرار پایا۔ اس ابتدائی دور میں کشمیریوں کی ذہنیت حریت پسند اور جہادی تھی۔ انڈیا ان کی اس ذہنیت کو برداشت نہ کر سکا تو ان کے اندر تخریب کاری شروع کر دی کہ ہر چوک اور چوراہے پر ٹی وی فٹ کر دیا۔ رفتہ رفتہ کشمیری ٹی وی کے دلدادہ اور شوقین بن گئے۔ انڈیا کی تخریب کاری کامیاب ہوئی جب گورنمنٹ نے چوراہے سے ٹی وی کو ہٹایا تو کشمیری پیسہ خرچ کرتے ہوئے سینما گھروں میں چلے گئے۔ اب انہوں نے دین کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کئے۔ اس تخریبی کارروائی کے ذریعے کشمیریوں کو دین اور اسلام سے متنفر کر دیا۔ اسی طرح ریڈیو بھی اسلام کے خلاف ایک بڑا تخریبی آلہ ہے۔

ریڈیو کے ذریعے اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جب مجاہدین نے "داغستان میں جہاد کا آغاز کیا تو بی بی سی نے سب سے پہلے یہ خبر نشر کیا کہ داغستان میں حریت پسندوں نے "دہشت گردی،، شروع کر دی ہے اور تمام حریت پسند انتہا پسند، بنیاد پرست، راسخ العقیدہ وہابی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔" اس طرح کے الفاظ نشر کر کے دوسرے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو متنفر کر دیا۔

اس انداز سے عالم مغرب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعصابی جنگ لڑتے ہیں۔ ان کی یہ جنگ عام لوگوں

کی نظروں سے مخفی رہتی ہے۔ جن کے بارے میں اقبالؒ نے کہا تھا۔

میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

عالم کفر خصوصاً یہود و ھنود نے جب یہ دیکھا کہ جہاد کے جذبے سے سرشار مسلمان قوم کو زور بازو سے زیر کرنا ناممکن ہے۔ تو اس نے طاقت کی بجائے سائنٹیفک طریقے سے مسلمانوں کے خلاف ایک نئی سرد جنگ کا آغاز کیا۔ اس میں سب سے بڑا ہتھیار ذرائع ابلاغ پر کنٹرول ہے۔ اب ٹی وی، وی سی آر اور ڈش وغیرہ کے ذریعے فحاشی و عریانی سے بھرپور پروگراموں کی یلغار کئے ہوئے ہیں جو نئی نسل کو گمراہ کر کے ان میں ہم جنس پرستی اور زناکاری کی تبلیغ کرتے ہیں۔ انہی پروگراموں کی بنا پر مسلم معاشرے میں بے حیائی کو فروغ دے کر گہری سازش اور منظم منصوبے کے تحت اسلامی اقدار یعنی شرم و حیاء کا جنازہ نکالا گیا، بے حیائی اور جنسی آوارگی کے اس منصوبے کا یہی نتیجہ ہے کہ سارے ملک میں قتل و غارت کی وارداتیں روز کا معمول ہیں۔ ٹی وی کا عظیم کارنامہ انیسویں صدی کے اواخر میں سوچوں کے مبینہ قتل کی شکل میں نمایاں ہوا۔ جنونی قاتل جاوید نے بھی ایک انگریزی ڈرامہ دیکھا تھا جس میں ایک غنڈہ نے چند انسانوں کو قتل کر کے لاشوں کو کیمیکل تیزاب کے ذریعے تحلیل کیا تھا۔ مبینہ طور پر موصوف نے بھی اسی فلم کو عملی جامہ پہنایا۔

قارئین کرام! اس کرہ ارض میں قتل و غارت اور نوجوانوں کی بے راہ روی مغربی ٹی وی ڈراموں کی مرہون منت ہے۔

ذرائع ابلاغ کا دوسرا حصہ صحافت ہے۔ صحافت سے مراد خبروں اور عالمی معلومات پر مشتمل مواد کی تیاری و فراہمی ہے۔ جو بیان واقعات اور نقد و تبصرے میں رائے عامہ کا مظہر ہو اور اپنے اوقات مقررہ پر جاری ہو۔ حالات اور واقعات سے باخبر رہنا ہماری دینی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی ضرورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے مسلم بھائیوں کے حالات کے بارے میں فکرمند رہے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلق اور تعاون کو حدیث شریف میں ایک دیوار سے تشبیہ دیا گیا ہے۔ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً وشبك بین اصابعہ (بخاری ۳۳۱/۲ باب نصر المظلوم) حضرت ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی مانند ہے جو ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں کو دوسرے انگلیوں میں داخل کر کے مثال بیان فرمایا۔ پس ایک مومن کے لئے دوسرے مومن کے احوال سے باخبر رہنا ضروری ہے۔

صحافت میں بھی مغرب عالم اسلام سے سبقت لے گیا اور مسلم اخبار و جرائد میں مغربی تہذیبی یورش کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی۔ نتیجتاً وہ خود اس کی رو میں بہہ گئے اور اس وقت ملک کے اخبارات دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں کسی فلمی دنیا کی سیر کرائی جا رہی ہے۔ ایک مغربی مفکر نے کہا تھا "کردار کشی کا بہترین ذریعہ عورت ہے خواہ وہ تحریر میں ہو یا گوشت پوست کی صورت میں" اس فارمولے کو مدنظر رکھتے ہوئے یورپ نے گوشت پوست کی صورت میں فلم اور ٹی وی ایجاد کئے جبکہ تحریر میں ڈائجسٹ اور سکسی (جنسیاتی) ناول وغیرہ مسلمانوں کو مشغول رکھنے والی عریاں کہانیاں لکھیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں کا رجحان مادہ پرستی کی طرف ہوئے بغیر نہ رہے۔ ان کی اس صحافتی یورش کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے اندر صحافت اور تجزیہ نگاری انتہائی ناگزیر ہے۔ جس طرح زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اسی قدر اس پرفتن دور میں اسلامی صحافت کی اہمیت ہے۔ ؎

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑا دے ممولے کو شہباز سے

اگرچہ ہمارے قلم اور ہماری صحافت ان کے قلم اور صحافت سے مقابلہ نہ کر سکیں، لیکن ان کے تخریبی آلات اور پروپیگنڈوں کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ اسلامی صحافت کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس پاک سرزمین میں بڑے بڑے خطباء اور مقررین پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی سحر بیانی کے زور سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا' ان کی شعلہ بیانی سے دنیا میں انقلاب رونما ہوئے' انہوں نے اپنی قوت تقریر سے ہلچل مچادی۔ مگر یہ اثر محدود وقت تک رہا' جب تک ان کی تقریر کے الفاظ کانوں میں گونجتے رہے اس کا اثر برقرار رہا' اور جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگ انہیں بھول گئے اور آج کسی بھی بڑے مقرر کی تقریر موجود نہیں رہی۔ اگر موجود ہے تب بھی قلم ہی کی وساطت سے۔ نوشتہ قلم کے چند سطور غیر مسلموں کے لیے زہر ہلاہل بھی بن سکتے ہیں۔

صحافت کی اہمیت ہمیں اس بات سے معلوم ہوتی ہے کہ تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے کی تاریخ پر نظر ڈالئے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی تحریک عدم تعاون اور تحریک خلافت کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کو ہر آئینی حق سے محروم کر دیا۔ مسلم طلباء کو سکولوں اور کالجوں سے نکال دیا گیا۔ مدارس پر پابندی عائد کی گئی اور مسلمان تعلیمی لحاظ سے انتہائی انحطاط و پستی کے شکار ہوئے۔ کوئی مسلم قائد نہیں تھا جو ان کی قیادت کر سکے' کوئی وسیلہ نہیں تھا جس کے ذریعے برادری کو مطلع کیا جائے۔ ان کی زبوں حالی اور پسماندگی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس وقت گویا مسلمان بددل ہو کر' تھک ہار کر بیٹھ گئے تھے۔ ہر طرف مایوسی کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

مایوسی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ایک مرد درویش نے امید کا چراغ روشن کیا' مولانا ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ نے کلکتہ سے الھلال نامی مجلّہ کا اجراء کیا۔ مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجوڑا۔ انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کی مہم چلائی' ان کے مصائب و مشکلات اور مسائل پر مضامین لکھے' ان کے حوصلوں کو بڑھایا اور دوسرے ہم وطنوں کے دلوں میں جذبہ حریت بیدار کیا۔ یہ ایک معمولی پرچہ انگریزوں کے لئے گلے کی ہڈی بن گیا۔ بار بار اس کو بند کیا' اس پر پابندی عائد ہوئی' مگر وہ اپنا کام کرتا گیا۔ مولانا آزاد کی اس دیانت دارانہ صحافت کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں نے انگریزوں کا پامردی کیساتھ مقابلہ کیا اور اسے ملک بدر کر کے ہی دم لیا۔

اگرچہ مولانا ابوالکلام مرحوم خود مسلمانوں کیلئے الگ ملک قائم کرنے کے حامی نہ تھے مگر ان کی تحریک خلافت نے اہل اسلام میں اسلامی دستور نافذ کرنے کیلئے الگ وطن کی اہمیت و ضرورت کو مہمیز دی۔ اسی طرح سر سید احمد خان کے رسالے تہذیب اخلاق نے بھی مسلمانوں کو بیدار کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ یوں حریت پسندوں کی صحافت نے پورے عالم اسلام کے ضمیر کو جھنجوڑا۔ اسی طرح اس زمانے میں مولانا ظفر علی خان نے ایک رسالہ زمیندار شائع کیا اس نے بھی مسلمانوں میں شعور پیدا کرنے کے سلسلے میں بڑا رول ادا کیا۔ اس انداز سے قوم کو انگریزوں سے متنفر کر دیا' انگریزوں کے خلاف بیانات دیئے۔ مسلمانوں کو اسلام کی عظمت سے آگاہ کیا' جہاد کی آگ بھڑکائی' نوجوانان اسلام کو منظّم کیا' مسلمانوں کا مورال بلند کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آخر انگریز بھی اس سے تنگ آگئے۔ اس پرچے پر پابندی عائد کی مولانا ظفر کو تنگ و تاریک کوٹھریوں میں بند کئے رکھا' مولانا نے آخر اپنے اس پرچہ میں یہ اشعار لکھ کر واضح کر دیا کہ کسی پابندی یا ضبطی سے ڈر کر ہم اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنے والے نہیں۔

ع: دل ضبط' جگر ضبط' فغاں ضبط
سب ساز عیاں ضبط سبھی سوز نہاں ضبط
تم ضبط زمیندار نہیں کرتے
کرتے ہیں حقیقت میں محمد ﷺ کا نشاں ضبط
روکیں گے کیونکر میرے خامہ کی روانی
تنکے سے بھی ہوتا ہے کہیں سیل رواں ضبط

یہ بزرگوں کے خامہ کی روانی ہی کا اثر ہے کہ انگریز ہندوستان سے خس و خاشاک کی طرح بہہ کر سات سمندر پار چلے گئے' اور ہمیں اللہ کے فضل سے ایک آزاد ملک حاصل ہوا۔